از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 29 ستمبر 1964

امین لال

بنام

ہنامال

(پی بی گجیندر گڈکر، چیف جسٹس، کے این وانچو، ایم ہدایت اللہ، رگھو بر دیال اور جے آر مدھولکر جسٹسز)

عوامی نمائندگی ایکٹ (43، سال 1951)، دفعہ 90(3)–ترمیم شدہ پٹیشن- قابلیت کا اطلاق ضابطہ اخلاق دیوانی (ایکٹ 5، سال 1908)، 1 آڈر، قاعدہ 10-فریقین کی شمولیت-حد بندی کی اجازت دینے کے لئے ٹریبونل کی قابلیت۔

درخواست گزار نے مدعا علیہ، اس کے ایجنٹوں اور دیگر افراد کے خلاف بدعنوانی کا الزام لگا کر ریاستی قانون ساز اسمبلی کے لئے مدعا علیہ کے انتخاب کو چیلنج کیا۔ مدعا علیہ نے ابتدائی اعتراض اٹھایا کہ بدعنوان طریقوں سے متعلق الزامات مبہم اور غیر معینہ مدت کے ہیں۔ ٹریبونل نے کہا کہ انتخابی درخواست ان نقائص کا شکار ہے اور اسے اس وقت تک خارج کیا جاسکتا ہے جب تک کہ اپیل کنندہ یا تو درخواست میں ترمیم کے لئے اجازت کی درخواست نہ دے یا بدعنوان طریقوں کے بارے میں تفصیلات میں اضافہ نہ کرے۔ درخواست گزار نے ترمیم کے ساتھ ساتھ ترمیم شدہ انتخابی پٹیشن بھی دائر کی۔ اس کے بعد مدعا علیہ

نے اس بنیاد پر انتخابی درخواست مسترد کرنے کی درخواست دائر کی کہ اپیل کنندہ نے جن افراد پر بدعنوانی کا الزام عائد کیا تھا ان میں سے ایک انتخابات کا امیدوار تھا، لہذا وہ درخواست میں ایک ضروری فریق تھا اور چونکہ اسے فریق نہیں بنایا گیا تھا، عوامی نمائندگی ایکٹ (43، سال 1951) کی دفعہ 90(3) کے تحت انتخابی درخواست خارج کی جاسکتی تھی۔ ٹربیونل نے دلائل کے بعد انتخابی درخواست مسترد کردی۔ ہائی کورٹ میں کی گئی اپیل ناکام رہی۔ سپریم کورٹ میں دائر اپیل میں یہ دلیل دی گئی تھی کہ: (1) ایکٹ کی دفعہ 90(3) کا اطلاق صرف ان درخواستوں پر ہوتا ہے جو اصل میں دائر کی گئی تھیں اور ترمیم شدہ درخواستوں پر نہیں، (2) ایسے امیدوار کے خلاف بدعنوانی کا کوئی الزام نہیں تھا جس پر کوئی اعتراض نہیں کیا گیا تھا، (3) ٹربیونل کے پاس انتخابی درخواست میں ترمیم کی اجازت دینے یا ہدایت دینے کا کوئی اختیار نہیں تھا اور (4) ٹربیونل کو یا تو درخواست گزار کو مدعاعلیہ کے طور پر شامل ہونے کی اجازت دینی چاہئے تھی۔ وہ امیدوار جس سے درخواست نہیں کی گئی تھی یا اسے اس امیدوار کے تمام حوالہ جات حذف کرکے درخواست میں مزید ترمیم کرنے کی اجازت نہیں دی گئی تھی۔

حکم ہوا کہ: (i) دفعہ 90(3) نے ٹربیونل کو ایک آزاد اختیار دیا کہ وہ ذیلی دفعہ 81 اور 82 کی دفعات پر عمل نہ کرنے کی بنیاد پر انتخابی درخواست خارج کردے حالانکہ الیکشن کمیشن نے دفعہ 85 کے تحت اسے خارج کرنے کا انتخاب نہیں کیا تھا۔ چونکہ الیکشن پٹیشن میں ترمیم کی اجازت ٹربیونل دے سکتا ہے، اس لیے ترمیم شدہ پٹیشن ہی اس کے سامنے واحد درخواست ہوگی اور ٹربیونل اس طرح کی ترمیم شدہ درخواست کے سلسلے میں دفعہ 90(3) کے تحت حاصل اختیارات کا استعمال کرسکتا ہے۔ [399G-H].

(ii) جس امیدوار کو سزا نہیں دی گئی اس کے خلاف لگائے گئے الزامات بدعنوان طرز عمل کے الزامات کے زمرے میں آتے ہیں۔[400E].

(iii)ٹریبونل درخواست گزار کو درخواست میں ترمیم کرنے کی اجازت دینے یا پسند کا اختیار کا مجاز تھا۔ ترمیم کرنے یا بہتر تفصیلات پیش کرنے کا اختیار دے کر ٹریبونل اپیل کنندہ کو اس قابل نہیں بنا رہا تھا کہ وہ درخواست پیش کرنے یا ایکٹ کی ذیلی دفعہ 81 اور 82 کے تحت فریقین کے جوائنڈر سے متعلق نقائص کو دور کرے۔[402A-B]

ہریش چندر باجپائی بمقابلہ ترلوکی سنگھ، [1957]370S.C.R، اس کے بعد۔

(iv) یہ فرض کرتے ہوئے کہ ٹریبونل فریقین کو شامل ہونے کی اجازت دے سکتا ہے، ضابطہ اخلاق دیوانی (ایکٹ 5، سال 1908) کے آرڈر 1، قاعدہ 10 کے تحت اپیل کنندہ کی درخواست کو پیش کرنا انتخابی پٹیشن پیش کرنے کے لئے مقررہ مدت سے باہر تھا اور اس لئے اسے منظور نہیں کیا جا سکتا تھا۔ کسی بھی صورت میں یہ معاملہ ٹریبونل کی صوابدید میں تھا جس کے ساتھ یہ عدالت ہلکی سی مداخلت نہیں کرے گی۔ ٹریبونل نے مزید ترمیم کی اجازت نہ دینے کا بھی درست فیصلہ کیا کیونکہ دفعہ 90(3) کے تحت جرمانے سے بچنے کے لئے اس طرح کی ترمیم کی اجازت دینا سراسر نامناسب ہوگا۔[402D-G].

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 670، سال 1964.

پنجاب ہائی کورٹ کے 27 اگست 1963 کے فیصلے اور حکم نامے کے خلاف F.A.O نمبر ی4E، سال 1963 میں اپیل۔

درخواست گزار کی طرف سے ایم سی سیتلواڑ، آنند سوروپ اور جناردن شرما شامل ہیں۔

جواب دہندہ کے لئے وید ویاس اور بی ڈی جین۔

عدالت کا فیصلہ جسٹس مدھولکر نے سنایا۔

جسٹس مدھولکر۔ پنجاب ہائی کورٹ کے فیصلے سے اس اپیل میں غور کرنے والی مختصر بات یہ ہے کہ کیا الیکشن ٹریبونل روہتک نے عوامی نمائندگی ایکٹ، 1951 (جسے بعد میں ایکٹ کہا جاتا ہے) کی دفعہ 90 کی ذیلی دفعہ (3) کے تحت انتخابی درخواست کو اس بنیاد پر خارج کرنے کا جواز پیش کیا تھا کہ اس نے ایکٹ کی دفعہ 82 کی دفعات کی تعمیل نہیں کی۔

درخواست گزار پنجاب قانون ساز اسمبلی کے حلقہ 64-حصار میں ووٹر ہے اور مدعا علیہ اس حلقے سے اسمبلی کے انتخاب کے امیدوار تھے، جس میں انتخاب 24 فروری، 1962 کو ہوئے تھی۔ اس حلقے سے گیارہ افراد کو انتخاب کے لئے نامزد کیا گیا تھا، جن میں سے ایک مدعا علیہ کا بھائی سورج بھان تھا۔ سورج بھان سمیت پانچ امیدواروں نے اس مقصد کے لئے مقررہ وقت کے اندر اپنی نامزدگی واپس لے لی اور نتیجہ یہ نکلا کہ ایکٹ کی دفعہ 38 کے تحت صرف چھ امیدواروں کے نام شائع ہوئے۔ درخواست گزار نے اپنی انتخابی درخواست میں انتخابات کو کالعدم قرار دینے کے لئے کئی بنیادیں رکھی تھیں۔ ان میں سے ایک بنیاد یہ تھی کہ مدعا علیہ، اس کے ایجنٹ اور مدعا علیہ کی رضامندی سے کام کرنے والے دیگر افراد بدعنوان کاموں کے مرتکب تھے۔ 8 اپریل 1962 کو انتخابی کمیشن کے سامنے پیش کی گئی درخواست کے پیراگراف 9(c)(i) میں درخواست گزار نے الزام لگایا تھا:

بنچ نے کہا، 'مدعا علیہ خود اور اپنے ایجنٹوں کے ذریعے اپنی رضامندی سے ہندوستان کے شہریوں کے مختلف طبقوں کے درمیان مذہب، برادری اور زبان کی بنیاد پر دشمنی اور نفرت کے جذبات کو فروغ دینے یا فروغ دینے کی کوشش کرنے کا قصوروار رہا

ہے۔ جواب دہندہ دراصل پنجاب کانگریس کے باغی رہنما چوٹالہ کی شری دیوی لال کی سرپرستی میں ایک امیدوار تھا جس نے کانگریس چھوڑ دی تھی اور ہریانہ لوک سمیتی کے رہنما پروفیسر شیر سنگھ کے ساتھ ہاتھ ملالیا تھا۔ اس سمیتی کا بنیادی مقصد پنجاب کے علاقے کے باشندوں اور ہندی خطے کے باشندوں کے درمیان دشمنی اور نفرت کے جذبات کو فروغ دینے کی کوشش تھی۔ اس سمیتی نے ایک طرح سے ریاست پنجاب کو دو برادریوں پنجابیوں اور غیر پنجابیوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ سمیتی کی سرپرستی میں رہنماؤں، کارکنوں، امیدواروں اور ان کے ایجنٹوں اور کارکنوں کا بنیادی ہدف کانگریس کے امیدوار تھے، جو ہندی خطے کے ہر حلقے میں ان کے خلاف کھڑے تھے، جنہیں انہوں نے شری پرتاپ سنگھ کیرون کا آلہ کار بتایا۔ پنجاب کے وزیر اعلیٰ، جو جواب دہندہ اور ان کے ایجنٹوں کے مطابق، ایک کٹر سکھ تھے اور ہندی خطے کے باشندوں اور خاص طور پر غیر سکھوں کی قیمت پر پنجابی خطے کے باشندوں کے مقصد کے لئے سب سے بڑے حامی تھے۔ انہوں نے اس حلقہ میں کانگریس امیدوار جناب بلونت رائے کو ہندی خطے کے باشندوں خاص طور پر ہندی خطے کے باشندوں اور ہندی خطے کے غیر سکھ باشندوں کا دشمن قرار دیا اور تبلیغ کی کہ اگر وہ منتخب ہوئے تو وہ ہندی خطے کے غیر سکھ باشندوں کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ ہوں گے اور ہندی زبان کی موت کی گھنٹی بھی بنیں گے۔ دو برادریوں پنجابیوں اور غیر پنجابیوں اور دو مذاہب سکھوں اور غیر سکھوں کی بنیاد پر اور دو زبانوں ہندی اور پنجابی کی بنیاد پر یہ زہریلا مواد مدعاعلیہ، ان کے چیف ایجنٹ شری دیوی لال نے اپنی رضامندی سے پورے حلقے میں اپنی رضامندی سے مختلف کتابچہ کے ذریعے مدعاعلیہ کی جانب سے کاغذات نامزدگی داخل کرنے کی تاریخ سے لے کر انتخابات کی تاریخ تک کیا۔ اخبار میں پوسٹر اور

'ہریانہ کیسری' کے عنوان سے لکھی گئی تحریریں کانگریس کے باغی لیڈر شری دیوی لال کے نظریے کا منہ بولتا حصہ ہیں۔ زہریلے مواد پر مشتمل یہ کتابچہ، پوسٹر اور اخبارات مدعا علیہ یا چودھری دیوی لال کی سربراہی والے گروپ کے دفتر سے مدعا علیہ کی رضامندی سے شری دیوی لال کے زیر کنٹرول 'ہریانہ کیسری' کے دفتر سے شائع کیے گئے اور مدعا علیہ نے اپنے کارکنوں اور ایجنٹوں کے ذریعے بڑے پیمانے پر پورے حلقے میں تقسیم کیے۔ یہ تحریریں دستیاب ہونے پر بعد میں تیار کی جائیں گی۔"

مدعا علیہ کی جانب سے 11 جولائی 1962 کو دائر تحریری بیان میں انہوں نے کچھ ابتدائی اعتراضات اٹھائے، جن میں سے ایک یہ تھا کہ درخواست ایکٹ کی دفعہ 83(1) کی دفعات کے تقاضوں پر عمل کرنے میں ناکام رہی کیونکہ اس میں مادی حقائق کا جامع بیان نہیں تھا اور چونکہ اس میں مبینہ بدعنوان طریقوں کی مکمل تفصیلات بیان نہیں کی گئی تھیں۔ ان کے مطابق یہ الزامات جھوٹے ہیں اور ان میں ان ایجنٹوں یا دیگر افراد کے نام بتانے میں ناکامی شامل ہے جن پر مبینہ طور پر بدعنوانی کا ارتکاب کرنے کا الزام ہے۔ درخواست گزار نے اپنے جواب میں کہا کہ بدعنوانی کے مختلف الزامات کے سلسلے میں جہاں تک ممکن ہو تمام معلوم تفصیلات فراہم کی گئی ہیں۔ اس کے بعد ٹریبونل نے مندرجہ ذیل ابتدائی مسئلہ تیار کیا:

انہوں نے سوال کیا کہ کیا درخواست کے پیراگراف 9 میں بیان کردہ مبینہ بدعنوانی کے الزامات مبہم، غیر معینہ مدت کے ہیں اور قانون کے مطابق تفصیلات سے عاری ہیں اور اگر ایسا ہے تو اس کا کیا اثر ہوگا؟

اس ابتدائی نکتے پر فریقین کو سننے کے بعد ٹریبونل نے 3 ستمبر 1962 کو اپنا فیصلہ سنایا۔ ٹریبونل کے مطابق درخواست مدعا علیہ کی طرف سے نشاندہی کردہ نقائص سے متاثر تھی۔ لٰہذا عدالت نے درخواست گزار کو یہ اختیار دیا کہ وہ یا تو درخواست میں ترمیم کے لئے اجازت کی درخواست دے یا اپنے حکم میں کئے گئے مشاہدات کی روشنی میں بدعنوان طریقوں کی تفصیلات کو بڑھادے اور ہدایت دی کہ اگر اپیل کنندہ نے ان میں سے کوئی بھی کام کرنے کا انتخاب نہیں کیا تو مبہم الزامات کو خارج کر دیا جائے گا۔اس حکم کی تعمیل میں درخواست گزار نے درخواست میں ترمیم کی درخواست دی اور اس کے ساتھ ایک ترمیم شدہ درخواست دائر کی۔ یہ 6 ستمبر، 1962 کو کیا گیا تھا۔ عرضی کا ایک حصہ جس میں ترمیم کی گئی تھی وہ پیرا 9(c)(i) کا آخری حصہ تھا اور ترمیم کے مطابق اس میں لکھا ہے:

''انہوں نے کہا کہ دو گروہ پنجابی اور غیر پنجابیوں اور دو مذاہب سکھوں اور غیر سکھوں اور دو زبانوں ہندی اور پنجابی کی بنیاد پر یہ زہریلا مواد مدعا علیہ ان کے چیف ایجنٹ شری دیوی لال نے مختلف کتابچوں کے ذریعے حلقے بھر میں اپنی رضامندی سے کیا۔ان کتابچوں میں سے ایک کا عنوان تھا 'پھولوں کی سیج سے کانٹوں کی راہ پر، مگر کیوں؟'

جس میں شری دیوی لال کی 1962-2-5 کی تقریر شامل ہے، جس میں سے ایک اس ترمیم شدہ عرضی کے ساتھ منسلک ہے، جس کا عنوان صفحہ ہاف ٹون آرٹ پریس، دہلی سے ڈاکٹر گن پتی سنگھ ورما (3)، دریا گنج، دہلی نے اس کے پبلشر کے طور پر چھاپا ہے اور باقی حصہ شیوجی مدرنالیہ میں چھاپا گیا ہے۔ کناری بازار، دہلی اور دوسرا عنوان 'ہریانہ اور ہندی خطے کا معاملہ' ہریانا لوک سمیتی کے صدر پروفیسر شیر سنگھ نے داس کمیشن کے سامنے پیش

کیا جس میں ہریانا کا معاملہ پروفیسر شیر سنگھ نے داس کمیشن کے سامنے اس طرح پیش کیا کہ اس میں ریاستی حکومت کے تمام منسب کے ملازمین کے مختلف اعداد و شمار کے ذریعے ریاست پنجاب کی سکھوں اور غیر سکھ آبادی کے درمیان نفرت پھیلائی جائے۔ یہ دونوں علاقے مدعاعلیہ نمبر 1، ان کے بھائی جناب سورج بھان اور ان کے قریبی رشتہ دار جناب لکشمی چند گپتا، ٹھیکیدار گڑگاؤں نے 11 فروری، 1962 کو ہسار شہر میں بڑے پیمانے پر اور 12 فروری، 1962 کو آدم پور منڈی اور اکلا نامنڈی میں اور 13 فروری، 1962 کو بروالا میں تقسیم کیے تھے۔

9 ستمبر 1962ء کو مدعاعلیہ نے ترمیم شدہ انتخابی درخواست کے جواب میں تحریری بیان داخل کیا۔ پیرا گراف 9 (c) (i) کے حوالے سے مدعا علیہ نے اس پیرا گراف کے مندرجات سے انکار کرنے کے علاوہ ایک بار پھر کہا کہ الزامات مبہم ہیں۔ اس کے بعد 11 ستمبر، 1962 کو درخواست گزار نے اس کی نقل تیار کی۔ 12 ستمبر، 1962 کو تنکیات تیار کیے گئے۔ اسی پر مدعاعلیہ نے ایکٹ کی دفعہ 90(3) کے تحت درخواست خارج کرنے کے لئے ٹریبونل کے سامنے ایک درخواست کو ترجیح دی۔ ایک بنیاد جس کی بنیاد پر انہوں نے عرضی خارج کرنے کی مانگ کی تھی وہ یہ تھی کہ سورج بھان جس پر درخواست گزار نے الزام لگایا تھا کہ وہ انتخابات کے لئے قانونی طور پر نامزد امیدوار تھا، وہ درخواست میں ایک ضروری فریق تھا اور چونکہ اسے اس میں فریق نہیں بنایا گیا تھا اس لئے ایکٹ کی دفعہ 90 کی ذیلی دفعہ (3) کے تحت خارج کیا جا سکتا ہے۔ 16 نومبر 1962 کو اپیل گزار نے مدعاعلیہ کی درخواست کا جواب داخل کیا جس میں اس نے کہا کہ سورج بھان کے خلاف الزام بدعنوانی کا نہیں ہے اور یہ نہیں کہا جا سکتا کہ سورج بھان ایکٹ کی دفعہ 82(b) کے

تحت انتخابات کے امیدوار تھے۔ انہوں نے مزید دلیل دی کہ امیدوار کو فریق بنانے کی شرط ترمیم شدہ درخواست پر لاگو نہیں ہوتی ہے خاص طور پر جب ترمیم شدہ درخواست ٹریبونل کے حکم کی تعمیل میں دائر کی گئی تھی۔ اسی دن انہوں نے ضابطہ اخلاق دیوانی کے آرڈر 1، قاعدہ 10 کے تحت درخواست میں سورج بھان کو مدعاعلیہ کے طور پر شامل کرنے کی اجازت مانگی تھی۔

اس درخواست کے پیراگراف 9 میں درخواست گزار نے ایک متبادل درخواست کی ہے کہ اگر اسے درخواست میں مدعاعلیہ کے طور پر سورج بھان کے ساتھ شامل ہونے کی اجازت نہیں ہے تو اسے ترمیم شدہ درخواست کے پیراگراف 9(c)(i) میں "اس کے بھائی شری سورج بھان" کے الفاظ کو حذف کر کے درخواست میں مزید ترمیم کرنے کی اجازت دی جائے، پیرا9 کی شق (c)(i) کے نیچے سے پانچویں سطر میں۔ مدعاعلیہ نے ان کی درخواست کی مخالفت کی۔ ٹریبونل نے فریقین کو سننے کے بعد درخواست گزار کی 16 نومبر 1962 کی درخواست کے ساتھ ساتھ انتخابی درخواست کو بھی خارج کر دیا۔ اس کے بعد درخواست گزار نے پنجاب ہائی کورٹ میں اپیل کو ترجیح دی لیکن وہ اپیل ناکام ہو گئی۔ تاہم ہائی کورٹ نے انہیں آئین کے آرٹیکل 133(1)(c) کے تحت سرٹیفکیٹ دیا اور اس طرح یہ اس عدالت کے پاس آیا ہے۔

ٹریبونل نے جس بنیاد پر درخواست خارج کی ہے وہ یہ ہے کہ یہ دفعہ 82 کی شق (b) کے تقاضوں کی تعمیل نہیں کرتا ہے۔ متعلقہ شق میں کہا گیا ہے: 'ایک درخواست گزار اپنی درخواست میں فریق کے طور پر شامل ہو گا۔

(b) کوئی دوسرا امیدوار جس کے خلاف درخواست میں کسی بدعنوان عمل کے الزامات لگائے گئے ہیں۔"

دفعہ 79 کی شق (b) امیدوار کی وضاحت اس طرح کرتی ہے:

'امیدوار' سے مراد وہ شخص ہے جو کسی بھی انتخاب میں امیدوار کے طور پر نامزد ہونے کا دعویٰ کرتا ہے، اور ایسے کسی بھی شخص کو اس وقت سے امیدوار سمجھا جائے گا جب انتخابات کے امکان کے ساتھ، اس نے خود کو ممکنہ امیدوار کے طور پر پیش کرنا شروع کر دیا تھا۔

سورج بھان باقاعدہ طور پر نامزد امیدوار تھے اور اگرچہ انہوں نے قواعد کے ذریعہ اجازت شدہ وقت کے اندر اپنی امیدواری واپس لے لی تھی، لیکن دفعہ 82 کے مقصد کے لئے، انہیں اب بھی امیدوار سمجھا جانا چاہئے۔ جیسا کہ اس عدالت نے موہن سنگھ بمقابلہ بھنور لال (1) میں نشاندہی کی ہے کہ جس شخص کو انتخاب کے لئے امیدوار کے طور پر نامزد کیا گیا تھا وہ صرف ایکٹ کے زیر مقصد حصے VI, VII اور VIII کی وجہ سے امیدوار نہیں رہے گا کہ اس نے اپنی امیدواری واپس لے لی ہے۔ لہٰذا، اس عدالت کے مطابق، جہاں کسی درخواست میں اس طرح کے مواخذہ کے خلاف بدعنوانی کا الزام لگایا گیا ہو، اسے اس وقت تک مناسب طور پر تشکیل نہیں دیا جا سکتا جب تک کہ اسے مدعا علیہ کے طور پر پیش نہ کیا جائے۔

حالانکہ، مسٹر سیتلواڈ کی دلیل یہ ہے کہ اس قانون کی دفعہ 90 کی ذیلی دفعہ (3) ایک درخواست ہے جو اصل میں درخواست گزار کے ذریعے دائر کی گئی ہے، نہ کہ ترمیم شدہ عرضی۔

ان کی دلیل یہ ہے کہ اس دفعہ کے تحت نہ صرف ٹریبونل بلکہ انتخابی کمیشن کو بھی انتخابی درخواست کو اس بنیاد پر خارج کرنے کا اختیار حاصل ہے کہ وہ دفعہ 82 کی دفعات کی تعمیل نہیں کرتا ہے۔ ان کے مطابق چونکہ انتخابی کمیشن کے قبضے میں آنے کے دوران انتخابی پٹیشن میں ترمیم کا کوئی اہتمام نہیں ہے اور چونکہ سیکشن 90 کی ذیلی دفعہ (3) کے تحت ٹریبونل کے اختیارات دفعہ 85 کے تحت انتخابی کمیشن کے اختیارات سے ملتے جلتے ہیں، اس لیے ہمیں 'الیکشن پٹیشن' کا مطلب غیر ترمیم شدہ انتخابی پٹیشن لینا چاہیے۔ ہمارے لئے اس بات پر غور کرنا ضروری نہیں ہے کہ آیا انتخابی کمیشن انتخابی درخواست میں ترمیم کی اجازت دے سکتا ہے یا نہیں، لیکن اگر یہ مان لیا جائے کہ اس کے پاس ایسا کوئی اختیار نہیں ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جس ٹریبونل کو درخواست ٹرائل کے لئے بھیجی گئی ہے، اسے درخواست گزار کی طرف سے ترمیم کے بعد اسے خارج کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ انتخابی درخواستوں کے ٹرائل سے متعلق طریقہ کار ایکٹ کے باب 3 میں شامل ہے۔ یہ سیکشن انتخابی ٹریبونل کی تقرری سے متعلق ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ اگر انتخابی کمیشن کی طرف سے دفعہ 85 کے تحت درخواست خارج نہیں کی جاتی ہے تو اسے مقدمے کی سماعت کے لیے انتخابی ٹریبونل کو بھیجا جائے گا۔ دفعہ 90 کی ذیلی دفعہ (1) میں کہا گیا ہے کہ ایکٹ کی دفعات اور اس کے تحت بنائے گئے قواعد کے تابع، ہر انتخابی درخواست کی سماعت ٹریبونل کے ذریعے کی جائے گی، جتنا ہو سکے۔ قانونی چارہ جوئی کے لیے ضابطہ اخلاق دیوانی، 1908 کے تحت لاگو طریقہ کار کے مطابق۔ ضابطہ اخلاق دیوانی کے آرڈر VI ، قاعدہ 17 کے تحت ایک سول عدالت کو استدعاوں

میں ترمیم کی اجازت دینے کا اختیار حاصل ہے اور اس لیے یہ واضح ہے کہ ٹریبونل مقدمے کی سماعت کے لیے اس کے حوالے کی گئی درخواست کے حوالے سے وہی اختیار استعمال کر سکتا ہے جو دیوانی عدالت کے پاس ہے۔ذیلی دفعہ (3) میں کہا گیا ہے کہ ٹریبونل درخواست کو مسترد کر دے گا اگر وہ دفعہ 81 یا دفعہ 82 کی دفعات کی تعمیل نہیں کرتا ہے اس کے باوجود کہ اسے انتخابی کمیشن نے دفعہ 85 کے تحت مسترد نہیں کیا ہے۔اس کے بعد یہ ہوگا کہ ٹریبونل کا انتخابی درخواست کو مسترد کرنے کا اختیار اس حقیقت سے کسی بھی طرح متاثر نہیں ہوتا ہے کہ اسے انتخابی کمیشن نے دفعہ 85 کے تحت مسترد نہیں کیا تھا۔درحقیقت، یہ شق ٹریبونل کو ذیلی دفعہ 81 اور 82 کی دفعات کی عدم تعمیل کی بنیاد پر انتخابی درخواست کو مسترد کرنے کا ایک آزاد اختیار دیتی ہے حالانکہ انتخابی کمیشن نے دفعہ 85 کے تحت ان بنیادوں پر اسے مسترد کرنے کا انتخاب نہیں کیا ہے۔چونکہ ٹریبونل کسی انتخابی پٹیشن میں ترمیم کی اجازت دے سکتا ہے، اس لیے جس پٹیشن میں ترمیم کی گئی ہے، وہ ترمیم کی تاریخ سے اس کے سامنے واحد پٹیشن ہوگی۔لہذا، یہ وہ عرضی ہوگی جس کے حوالے سے وہ دفعہ 90 کی ذیلی دفعہ (3) کے ذریعے اس کو دیے گئے اختیارات کا استعمال کر سکتی ہے۔دوسری صورت میں منعقد کرنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس شق کے ذریعے ٹریبونل کو مقننہ کی طرف سے دیئے گئے اختیارات انتخابی درخواستوں کے ایک زمرے کے سلسلے میں ناقابل استعمال ہو جائیں گے۔دفعہ 90 میں

ایسا کچھ بھی نہیں ہے جو ٹریبونل کو مذکورہ بالا شق کے ذریعے دیے گئے کسی بھی اختیار سے محروم کرے۔کوئی اور شق ہمارے نوٹس میں نہیں لائی گئی ہے جس کا اثر عرضی میں ترمیم کی وجہ سے ٹریبونل کو دفعہ 90 کی ذیلی دفعہ (3) کے ذریعے دیے گئے واضح اختیارات چھیننے پر ہو۔اس لیے ہم اس کی دلیل کو قبول نہیں کر سکتے۔

اگلا استدلال یہ ہے کہ سورج بھان کے خلاف بدعنوانی کا کوئی الزام نہیں ہے۔ ہم پہلے ہی عرضی کے پیراگراف 9(c)(i) کے ترمیم شدہ حصے کا تعین کر چکے ہیں اور وہاں اپیل کنندہ نے واضح طور پر الزام لگایا تھا کہ سورج بھان کے ذریعہ کچھ کتابچے تقسیم کیے گئے تھے، جن میں سے ایک کا عنوان تھا: "پھولوں کی سیج سے کانٹوں کی راہ پر، مگر کیوں؟اور دوسرا معاملہ "ہریانہ اور ہندی" خطے کا معاملہ تھا۔ یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ یہ کتابچے ایسی زبان میں استعمال کیے گئے تھے جو ریاست پنجاب میں سکھوں اور غیر سکھوں کے درمیان نفرت پھیلانے کی کوشش کرتی تھی۔ایکٹ کی دفعہ 123 کی ذیلی دفعہ (3A) کے تحت مذہب کی بنیاد پر ہندوستان کے شہریوں کے مختلف طبقوں کے درمیان دشمنی یا نفرت کے جذبات کو فروغ دینے یا فروغ دینے کی کوشش کی جاتی ہے۔ کسی امیدوار یا اس کے ایجنٹ یا کسی دوسرے شخص کی رضامندی سے کسی امیدوار یا اس کے انتخابی ایجنٹ کی رضامندی سے اس امیدوار کے انتخاب کے امکانات کو آگے بڑھانے یا کسی بھی امیدوار کے انتخاب کو متاثر کرنے کے لئے نسل، ذات، برادری یا زبان بدعنوان عمل کے زمرے میں آتا ہے۔ اس طرح سورج بھان کے خلاف لگائے گئے الزامات واضح طور پر بدعنوان طرز عمل کے الزامات ہیں۔

مسٹر سیتلواڑ نے اس کے بعد دلیل دی کہ اپیل گزار نے اس طرح یہ الزام نہیں لگایا کہ سورج بھان کا ارادہ دشمنی وغیرہ کے جذبات کو فروغ دینا یا فروغ دینا تھا۔ انہوں نے یہ بھی دلیل دی کہ عرضی میں لگائے گئے الزامات مدعاعلیہ کے خلاف ہیں نہ کہ سورج بھان کے خلاف اور صرف یہ الزام لگانا کہ سورج بھان نے کتابچے کے مندرجات کے بارے میں معلومات، اظہار یا ظاہر کیے بغیر کتابچے تقسیم کیے، بدعنوان عمل کا الزام نہیں ہے۔ اس کی حمایت میں انہوں نے نشاندہی کی کہ اپیل گزار نے واضح طور پر ٹریبونل کو بتایا تھا کہ سورج بھان کے خلاف کبھی بھی بدعنوان پریکٹس کا کوئی الزام لگانے کا ارادہ نہیں تھا۔ یہ بالکل درست نہیں ہے کیونکہ ٹریبونل نے اپنے حکم کے پیرا16 میں مندرجہ ذیل مشاہدہ کیا ہے:

"یہ کہ اس کو سنجیدگی سے چیلنج نہیں کیا گیا ہے کہ درحقیقت اس بات کو چیلنج نہیں کیا جا سکتا کہ ترمیم شدہ عرضی میں سورج بھان کے خلاف لگائے گئے الزامات بدعنوان طرز عمل کے الزامات ہیں"۔

اس کے علاوہ مدعاعلیہ کے خلاف الزامات عملی طور پر وہی ہیں جو سورج بھان اور عرضی کے پیراگراف 9(c)(i) میں مذکور دیگر افراد کے خلاف ہیں۔

درخواست گزار نے اپنی درخواست میں یہ نہیں کہا کہ مدعاعلیہ کو کتابچے کے مندرجات کے بارے میں کوئی علم نہیں تھا۔ اس کے باوجود، ان کے مطابق، وہ سورج بھان اور دیگر کے ذریعے پمفلٹ تقسیم کرنے اور تقسیم کرنے کے ذریعے بدعنوان عمل کے مجرم تھے۔ اگر مذکورہ پیراگراف میں شامل بیانات کو سورج بھان کے خلاف بدعنوانی کے الزامات کے طور پر نہیں سمجھا جانا چاہئے تو انہیں بھی مدعاعلیہ کے خلاف اس قسم کے الزامات کے

طور پر نہیں سمجھا جا سکتا ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو پیرا گراف 9(c)(i) کا پورا حصہ اپنے معنی اور اہمیت کھو دیتا۔ در حقیقت، ہائی کورٹ اور ٹریبونل دونوں نے اس میں لگائے گئے الزامات کو بد عنوانی کے الزامات کے طور پر دیکھا ہے اور ہم خود نہیں دیکھتے کہ ان کو کس طرح سمجھا جا سکتا ہے۔

مسٹر سیتلواڑ نے اس کے بعد دلیل دی کہ ٹریبونل کے پاس انتخابی عرضی میں ترمیم کی اجازت دینے یا ہدایت دینے کا کوئی اختیار نہیں ہے کیونکہ یہ دو فریقوں کے درمیان مقدمہ نہیں ہے بلکہ یہ ایک ایسی کارروائی ہے جس میں پورا حلقہ دلچسپی رکھتا ہے اور اس سلسلے میں اس عدالت کے دو فیصلوں کا حوالہ دیتا ہے جس میں کے کامراج نادر بمقابلہ کنجو تھیور (1) اور ملا پاپا باسپا بمقابلہ بسواراج ایپا (2) شامل ہیں۔

1956ء میں ترمیم سے پہلے کے قانون میں مقدمات کی سماعت سے متعلق ضابطہ اخلاق دیوانی کی دفعات کو دفعہ 90(2) کے ذریعہ انتخابی درخواستوں کی سماعت پر لاگو کیا گیا تھا۔ ان دفعات کو اب ایکٹ کی دفعہ 90(1) میں دوبارہ پیش کیا گیا ہے۔ جہاں تک بد عنوانی اور غیر قانونی سرگرمیوں کے الزامات کا تعلق ہے، دفعہ 83(1)(a) کی طرح اب دفعہ 83(1)(a) میں کہا گیا ہے کہ اس طرح کے کاموں کے قصوروار ہونے والے فریقوں کی مکمل تفصیلات دی جائیں۔ ذیلی دفعہ (3) نے ٹریبونل کو تفصیلات میں ترمیم کی اجازت دینے کا اختیار دیا۔ اس مؤخر الذکر شق کو حذف کر دیا گیا ہے۔ لیکن جب یہ نافذ العمل تھا تو اس عدالت نے ہریش چندر باجپائی بمقابلہ ترلوکی سنگھ (3) کے معاملے میں فیصلہ سنایا کہ اس شق کے باوجود ٹریبونل کے پاس دفعہ 83 کی ذیلی دفعہ (3) کے علاوہ دیگر معاملوں کے سلسلے میں آرڈر 6، قاعدہ 17، ضابطہ اخلاق دیوانی کے تحت ترمیم کی اجازت دینے کا

اختیار ہے۔ جسٹس بھگوتی، جو اس فیصلے میں ایک فریق تھیں اور جنہوں نے پہلے جن دو معاملوں کا حوالہ دیا تھا، ان میں عدالت کا فیصلہ سنانے والے جسٹس بھگوتی نے اس نقطہ نظر سے کوئی اختلاف ظاہر نہیں کیا ہے۔ انہوں نے ان معاملوں میں جو کچھ کہا، جہاں تک ترمیم کے مشن کا تعلق ہے، یہ تھا کہ ٹریبونل کے پاس اس کی اجازت دینے کا کوئی اختیار نہیں تھا تاکہ درخواست گزار جس کی درخواست دفعہ 81 یا دفعہ 82 کی دفعات پر عمل نہیں کرتی ہے، اس نقص کو دور کرنے کے قابل ہو۔ ہمارے سامنے جو معاملہ ہے. ٹریبونل نے درخواست گزار کو درخواست میں ترمیم کرنے یا تفصیلات پیش کرنے یا پیرا 9 (c)(i) کو مبہم ہونے کی وجہ سے خارج کرنے کا اختیار نہیں دیا کیونکہ مبہم ہونے کی وجہ سے اپیل کنندہ درخواست پیش کرنے یا فریقین کے جوائنڈر (جو ذیلی دفعہ 81 اور 82 کے تحت نمٹائے جانے والے معاملات ہیں) سے متعلق نقائص کو دور کرنے کے قابل بناتا ہے۔ ہریش چندر باجپائی کے معاملے میں جو کچھ کہا گیا ہے، ہم اس سے اتفاق کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ٹریبونل عرضی میں ترمیم کو اجازت دینے یا آپشن دینے کا مجاز تھا۔

فاضل وکیل کی اگلی دلیل یہ ہے کہ چونکہ درخواست ترمیم کی وجہ سے ناقص ہو گئی تھی اس لئے ٹریبونل کو یا تو اپیل کنندہ کو سورج بھان کو مدعا علیہ کے طور پر شامل ہونے کی اجازت دینی چاہئے تھی یا سورج بھان کا حوالہ حذف کر کے درخواست میں مزید ترمیم کرنی چاہئے تھی۔ ایک فریق آرڈر 1، قاعدہ 10 (1)، ضابطہ اخلاق دیوانی کے اصولوں سے فائدہ اٹھا سکتا ہے بشر طیکہ حد بندی کے قانون سے مشروط ہو۔ یہ فرض کرتے ہوئے کہ ایک ٹریبونل پارٹیوں کو شامل ہونے کی اجازت دے سکتا ہے، ہمیں یہ بتانا ہوگا کہ ایکٹ کی دفعہ 81 کے تحت واپس آنے والے امیدوار کے انتخاب کی تاریخ کے 45 دن کے اندر انتخابی

درخواست پیش کرنا ضروری ہے۔ آرڈر 10 کے تحت درخواست مدعاعلیہ کے انتخاب کے آٹھ ماہ بعد دی گئی تھی اور اس طرح غیر معمولی طور پر تاخیر ہوئی تھی لہذا اسے منظور نہیں کیا جاسکتا تھا۔ جہاں تک آرڈر 1 کے قاعدہ 10(2) کے تحت عدالت کو دیے گئے اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے سورج بھان کے شامل ہونے کا تعلق ہے تو ہمیں صرف یہ کہنے کی ضرورت ہے کہ یہ معاملہ ٹریبونل کی صوابدید پر ہے اور ٹریبونل نے جو کچھ کیا ہے اس میں ہم ہلکے سے مداخلت نہیں کریں گے۔ جہاں تک آخری عرضی کا تعلق ہے تو یہ نہیں بھولا جاسکتا کہ جب ٹریبونل نے 3 ستمبر 1962 کو اپنا حکم دیا تھا تو درخواست گزار کے پاس یہ اختیار تھا کہ وہ ترمیم کرنے سے انکار کرے اور پیرا 9(c)(i) کو منسوخ کر دیا جائے۔ انہوں نے ترمیم کرنے کا انتخاب کیا اور متبادل اپنانے کا حق کھو دیا ہے۔ اس کے علاوہ، اگرچہ کامراج کا فیصلہ (2) قانون کی دفعہ 90(3) کے تحت جرمانے سے بچنے کے لئے مزید ترمیم کی اجازت دینے کے لئے سختی سے لاگو نہیں ہو سکتا ہے، لیکن ٹریبونل نے اسے مسترد کرنے میں صحیح فیصلہ کیا تھا۔

ان حالات میں ہم اپیل کو مسترد کرتے ہیں لیکن اخراجات کا کوئی حکم نہیں دیتے ہیں۔

اپیل خارج کر دی گئی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.03.29 15.58
I attest to the accuracy and
integrity of this document